زُبدۃُ الفِکر

طلبہ علم حدیث کے لیے اصولِ حدیث پر ایک مختصر اور جامع رسالہ

مرتب

(مفتی) محمد سرفراز قاسمی کشن گنجوی (بہار)

متعلم مدرسہ اسلامیہ عربیہ، جامع مسجد، امروہہ

نظر ثانی

مفتی محمد اسلم صاحب امروہی

استاذ جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ

زبدۃ الفکر

طلبہ علم حدیث کے لیے اصولِ حدیث پر ایک مختصر اور جامع رسالہ

مرتب

مولانا محمد سرفراز قاسمی

کشن گنج (بہار)

نظرِ ثانی

حضرت مولانا محمد اسلم صاحب قاسمی مدظلہ امروہوی

استاذ تفسیر وحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ

فہرست

انتساب

نحمده ونصلی و نسلم علی رسوله الکریم! اما بعد!

❑ میں اپنے اس مختصر سے رسالہ کو والدین اوراپنے اساتذۂ کرام کی جانب منسوب کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہوں اوردعا کرتا ہوں کہ، خالق دوجہاں ان حضرات کواپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے ،خصوصاً اوراپنے حضرت استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد اسلم صاحب قاسمی استاذ حدیث وتفسیر مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ کی جانب سے منسوب کرتا ہوں،جن کی ہمہ جہت محنتوں،وکاوشوں، اصلاح وتربیت اور حوصلہ افزائی کے نتیجے میں حدیث کے مبادیات کے سلسلہ میں اللہ کے فضل و کرم سے ایک مختصر رسالہ ترتیب دینے کی توفیق نصیب فرمائیں۔اللہ تعالیٰ استاذ محترم کوصحت وعافیت کے ساتھ لمبی عمر نصیب فرمائے آمین ،جامعہ حسینیہ دارالعلوم اسلامیہ عربیہ چلہ امروہہ اور جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ کی جانب منسوب کرتا ہوں جس کے سایہ میں رہ کر علمی تشنگی بجھانے کا موقع ملا۔

مولا محمد سرفراز کشن گنجوی

تأثرات

حضرت مولانا آفتاب اظہر صدیقی صاحب

(جنرل سکریٹری مجلس احرار اسلام، بہار)

الحمدللّٰہ! نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم! اما بعد!

❑ حدیث کے معنی ''بات'' ہے، لیکن اصطلاح میں ہر کسی کی بات کو حدیث نہیں کہا جاسکتا، بلکہ سب سے افضل بشر، ہادی خشک وتر، صاحب شق القمر، امام الانبیاء، سید الاتقیاء، محسن انسانیت، مبلغ وحدانیت، خاتم المرسلین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے قولاً، فعلاً یا تقریراً جس بات کا تعلق ہوگا اسی کو ''حدیث'' کہیں گے۔ وہ مبارک نبی تو ایسا ہے کہ جس کی مبارک زبان سے نکلنے والا ہر لفظ اور ہر کلمہ مبارک ہے، جس کی زبان گویا ہوتی ہے، تو صرف حق بیانی کے لیے، عرب کے اسلام دشمن اور خدا بیزار لوگ بھی جس کی صدق لسانی کے گواہ ہوں اسی کی زبان حق بیان سے نکلی ہوئی ہر بات حدیث'' کہلاتی ہے۔

❑ حدیث کو اگلی نسلوں تک پہنچانے میں جن راویوں کا واسطہ ملتا ہے، ان ہی واسطوں

اور سلسلوں پر تحقیق کر کے حدیث کا درجہ طے کیا جاتا ہے، کوئی حدیث بذات خود ضعیف نہیں ہوتی؛ بلکہ اس کی سند اسے ضعیف، حسن، صحیح، مرفوع یا منقطع بناتی ہے۔ اسی علم کو جاننے کے لیے "اصول حدیث" کی تدوین عمل میں آئی۔

☐ میرے لیے یہ باعث مسرت ہے کہ میں مولانا و مفتی محمد سرفراز صاحب کشن گنجوی کی کتاب "زبدۃ الفکر" پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں۔ یہ کتاب اصول حدیث پر ایک جامع اور مختصر رہنما کتاب ہے، جسے مصنف نے نہایت محنت اور جانفشانی سے مرتب کیا ہے۔

☐ علم حدیث ایسے اصول وقواعد کا علم ہے جن کے ذریعے سے کسی حدیث کے راوی یا متن کے حالات کی معرفت حاصل ہوتی ہے، تاکہ یہ جان لیا جائے، کہ آیا وہ راوی یا حدیث قابل قبول ہے یا نہیں۔ علم اصول حدیث کا مطالعہ ہر طالب علم کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ احادیث نبویہ کے مبارک علم کو صحیح طور پر سمجھ سکے۔

مفتی محمد سرفراز صاحب نے اس کتاب میں اصول حدیث کے اہم مباحث کو نہایت سلیس اور آسان زبان میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف طلبہ بلکہ عام قارئین کے لیے بھی مفید ہے، جو حدیث کا ذوق رکھتے ہیں اور اس علم میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

☐ کتاب میں اصول حدیث کی بنیادی اصطلاحات اور ضروری علوم کو بحسن وخوبی بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ایسے قیمتی نکات پر مشتمل ہے جو احادیث کے فہم و تفہیم میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

☐ غرضیکہ زیر نظر کتاب "زبدۃ الفکر" مفتی محمد سرفراز صاحب کشن گنجوی کی علمی کاوش کا خوبصورت نتیجہ ہے، انہوں نے اس میں حدیث کا ذوق رکھنے والوں کے لیے آسان اور مختصر انداز میں اصول حدیث کو پیش کیا ہے، ساتھ ہی حدیث میں مہارت حاصل کرنے کے لیے

کیا اوصاف اور کون سے علوم ضروری ہیں، وہ بھی بحسن وخوبی بیان کیا ہے۔ ماشاء اللہ! کتاب قابل تعریف ہے، اللہ پاک اس کا افادہ عام فرمائے اور اس کو دین کے ہر طالب علم کے لیے مفید بنائے۔ آمین!

خاکسار:۔ آفتاب اظہر صدیقی، کشن گنج، بہار

تقریظ

حضرت مولانا مفتی اطہر جاوید صاحب قاسمی دامت برکاتہم

رکن ضلع پریشد کشن گنج و صدر:۔ سیمانچل ڈیولپمنٹ فرنٹ (بہار)

الحمدللّٰہ رب العالمین الصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین!

❑ امابعد! اصول حدیث پر ہمارے عزیز ''مفتی محمد سرفراز صاحب'' کی لکھی ہوئی کتاب میرے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب ایک بہترین علمی کاوش ہے جو نہ صرف اصول حدیث کے موضوع پر گہرا اور جامع مطالعہ فراہم کرتی ہے، بلکہ حدیث کا علم حاصل کرنے والے طلبہ کے لیے ایک قیمتی سرمایہ بھی ثابت ہوگی۔

مصنف نے نہایت عرق ریزی سے احادیث کے اصولوں کو بیان کیا ہے اور ان کی تشریح وتوضیح میں کمال مہارت کا مظاہرہ کیا ہے۔ کتاب میں ہر اصول کو نہایت

سہل، مختصر مگر جامع اور وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، ساتھ ہی اس کے حوالے بھی پیش کیے گئے ہیں۔اور عملی اہمیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔

❑ یہ کتاب نہ صرف حدیث پڑھنے والوں کے لیے مفید ہے، بلکہ عام قارئین کے لیے بھی احادیث کو صحیح معنوں میں سمجھنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ مصنف کی زبان سادہ اور شفاف ہے، جو قارئین کو مشکل علمی مباحث کو بآسانی سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو قبول فرمائے اور اس کے ذریعے علم حدیث کے طالب علموں اور شائقین کے لیے فائدہ مند بنائے۔ مصنف کو اس عظیم کاوش پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔آمین! والسلام

(مفتی) اطہر جاوید قاسمی

خادم سیمانچل ڈیولپمنٹ فرنٹ بہار

پیش لفظ

حامدو امصلیا۔ امابعد!

☐ اللہ رب العزت کی ہزار ہا تعریف وتوصیف ہے کہ جس نے انسان کو نطق کی صلاحیت عطا کی اور درودوسلام نازل ہو مخبر صادق حضرت محمد ﷺ پر جن کے دنیائے انسانیت پر ہزار ہا احسانات ہیں۔ بندے کا مختصر رسالہ جس کے تعلق سے بندے نے آج سے کئی سال پہلے ارادہ کیا تھا، کہ اصول حدیث پر ایسی کوئی کتاب لکھی جائے کہ جس میں اصول حدیث کی تعریفات کے ساتھ ساتھ مثالیں بھی ہوں اور حکم بھی۔ توفیق الٰہی سے بندۂ ناتواں نے اپنی کم علمی کے باوجود اس کام کو انجام دیا اور جیسے تیسے یہ چند سطور لکھی ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ علمی میدان میں بندہ خود اپنی تنگ دامانی اور بے سروسامانی سے واقف ہے۔ میں کہاں اور کہاں اصول حدیث کی تعریف ''من آنم کہ من دانم'' بہر کیف اللہ تعالیٰ اس رسالے کو قبول فرمالے، یہی میرے لیے سعادت کی بات ہوگی۔

☐ اس رسالہ کو جمع کرنے میں کتابوں کی مراجعت کے سلسلے میں حضرت اقدس استاذ محترم مولانا مفتی سالم صاحب نے کافی تعاون کیا، اس عظیم موقع پر بڑی احسان فراموشی ہوگی کہ بندہ اپنے دونوں برادر عزیز (جناب نسیم اختر، شمیم اختر صاحبان) کا تذکرہ نہ کرے، جنہوں نے اس طالب علمی کی زندگی میں ہر طرح سے تعاون کیا۔

☐ اس کتاب کی کمپوزنگ اور تزئین وتحسین میں حضرت مولانا اہل اللہ قاسمی دربھنگوی نے

بہت عمدگی کے ساتھ کام کیا ہے، اسی طرح حضرت مولانا آفتاب اظہر صدیقی صاحب نے کافی تعاون فرما کر نوک و پلک کو سنوارنے کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین!

- اخیر میں قارئین سے گذارش ہے کہ اگر کوئی غلطی سامنے آئے تو احقر کو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

محمد سرفراز کشن گنجوی

مقدمہ

- کامل عالم اور محدث بننے کے لیے چند بنیادی چیزیں ضروری ہیں:

حضرت مولانا شیخ الحدیث زکریاؒ اپنی کتاب ''اوجز المسالک'' میں رقم طراز ہیں کہ ''کامل عالم اور محدث بننے کے لیے سولہ (۱۶) خصوصیتیں ہیں'' یہاں پر بطور نمونہ چند خصوصیات پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی خصوصیت چار چیزوں کا یاد کرنا

(۱) اَخْبَارُ الرَّسُوْلِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث واخبار کو لکھنا یا یاد کرنا

(۱) اَخْبَارُ الصَّحَابَةِ: آثار صحابہ کو لکھنا یا یاد کرنا۔

(۳) اَخْبَارُ التَّابِعِيْنَ: تابعین کے آثار واقوال کو لکھنا یا یاد کرنا۔

(۴) اَحْوَالُ الرِّجَالِ وَالرُّوَاةِ: رواۃ ومحدثین کے حالات کو یاد کرنا

دوسری خصوصیت چار باتیں یاد کرنا ہے

(۱)اَسْمَاءُ الرِّجَالِ:   محدثین اور راویوں کے نام یاد کرنا۔

(۲)کُنَاهُمْ:   محدثین کی کنیت یاد رکھنا۔

(۳)اَمْکِنَتُهُمْ :   محدثین کی جائے سکونت یاد رکھنا۔

(۴)اَزْمِنَتُهُمْ:   محدثین کے زمانہ کو یاد رکھنا۔

تیسری خصوصیت میں باتوں کا اہتمام رکھنا ہے

(۱)اَلتَّمْحِیْدُ مَعَ الْخُطَبِ:   خطبوں میں حمد وثنا کا اہتمام کرنا

(۲)اَلدُّعَاءُ مَعَ التَّوَسُّلِ:   توسل کے ساتھ دعا کرنا۔

(۳)اَلْبَسْمِلَةُ مَعَ السُّوْرَةِ:   بسم اللہ کے ساتھ سورۃ پڑھنا۔

(۴)اَلتَّکْبِیْرُ مَعَ الصَّلوٰاتِ:   نمازوں میں تکبیر کا اہتمام کرنا۔

چوتھی خصوصیت روایات کو یاد کرنے کا اہتمام

(۱)نَقْلُ الْمُسْنِدَاتِ:   مسند و متصل السند روایات کو نقل کرنے اور یاد کرنے کا اہتمام کرنا۔

(۲)وَالْمُرْسَلَاتِ :   مرسل روایات کو یاد کرنے کا اہتمام کرنا۔

(۳)وَالْمَوْقُوْفَاتِ:   موقوف روایات یاد کرنے کا بھی اہتمام کرنا۔

(۴)وَالْمَقْطُوْعَاتِ:   مقطوع روایات یاد کرنے کا بھی اہتمام کرنا۔

پانچویں خصوصیت علم حاصل کرنے کا اہتمام

(۱) يَكْتُبُ الْعِلْمَ فِيْ صِغْرِهٖ: اپنے بچپن میں علم حاصل کرنے اور لکھنے کا اہتمام کرنا۔

(۲) وَاِدْرَاكِهٖ: اپنے بالغ ہونے کے زمانہ میں علم حاصل کرنے اور لکھنے کا اہتمام کرنا۔

(۳) وَشَبَابِهٖ: اپنی جوانی کے زمانے میں علم حاصل کرنا اور لکھنے کا اہتمام کرنا۔

(۴) وَكُهُوْلَتِهٖ: اپنی ادھیڑ عمر اور بڑھاپے میں علم حاصل کرنا اور لکھنے کا اہتمام کرنا۔

چھٹی خصوصیت ہر حالت میں علم کا حصول

(۱) عِنْدَ فَرَاغِهٖ: علم حاصل کرو فارغ اوقات میں۔

(۲) عَنْدَ شُغْلِهٖ: علم حاصل کرتے رہو مشغولیت میں۔

(۳) عِنْدَ فَقْرِهٖ: علم حاصل کرتے رہو فقر وفاقہ میں۔

(۴) عِنْدَ غِنَاهُ: علم حاصل کرتے رہو فراوانی میں۔

ساتویں خصوصیت سفر کا اہتمام

(۱)بِالْجِبَالِ: پہاڑوں کا سفر کرنا۔

(۲)وَالْبِحَارِ: سمندروں کا سفر کرنا۔

(۳)وَالْبُلْدَانِ: شہروں اور گاؤوں کا سفر کرنا۔

(۴)وَالْبَرَارِیُّ: خشکیوں کا اور جنگلوں کا سفر کرنا۔

○❖○○❖○

آٹھویں خصوصیت لکھنے کا شوق واہتمام

(۱)عَلَی الْاَحْجَارِ: پتھروں پر لکھنا۔

(۲)وَالْاَخْزَافِ: ٹھیکروں پر لکھنا

(۳)وَالْجُلُوْدِ: جلدوں اور چمڑوں پر لکھنا۔

(۴)وَالْاِکْتَافِ: شانہ کی ہڈیوں پر لکھنا۔

نوٹ: یہ اس صورت میں ہے جب کاغذ میسر نہ ہو، اور اب موبائل کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ پر لکھنا بھی اسی حکم میں ہے۔

نویں خصوصیت سب سے علم حاصل کرنے کی کوشش

(۱)عَمَّنْ هُوَفَوْقَهٗ: علم اپنے بڑوں سے حاصل کرنا۔

(۲)عَمَّنْ هُوَ مِثْلَهٗ: اپنے برابر والوں سے حاصل کرنا۔

(۳)عَمَّنْ هُوَ دُوْنَهٗ: اپنے چھوٹوں سے بھی حاصل کرنا۔

دسویں خصوصیت رضائے الٰہی کے لیے علم حاصل کرنا، اس پر عمل کرنا اور اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لینا

(۱)بِوَجْهِ اللّٰهِ طَلَبًا لِمَرْضَاتِهٖ: اللہ کے واسطے اس کی مرضیات کے لیے علم حاصل کرنا۔

(۲)وَالْعَمَلُ بِمَاوَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ مِنْهَا: اس میں سے جو کتاب وسنت کے موافق ہو اس پر عمل کرنا۔

(۳)وَنَشْرُهَا بَيْنَ طَلَبِيْهَا وَمُحِبِّيْهَا: اس کے طلب گاروں اور محبین کے درمیان اس کی اشاعت کرنا۔

(۴)وَالتَّالِيْفُ فِيْ اَحْيَاءِ ذِكْرِهٖ: اس کی تالیف وتصنیف کا اہتمام کرنا۔

گیارہویں خصوصیت

(۱)مَعْرِفَةُ الْكِتَابَةِ: کتاب یعنی لکھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

(۲)وَاللُّغَةِ: علم لغت سے واقفیت کی صلاحیت پیدا کرنا۔

(۳)وَالصَّرْفِ: علم صرف سے واقفیت کی صلاحیت پید کرنا۔

(۴)وَالنَّحْوِ: علم نحو سے واقفیت کی صلاحیت پیدا کرنا۔

(اوجز المسالک: ج، ۱/ص، ۲۴۰/مکتبہ مرکزشیخ ابوالحسن ندوی مظفر پور، اعظم گڑھ یوپی)

نوٹ: یہ چند چیزیں تھیں جو کامل محدث کے لیے بے حد ضروری ہیں، اللہ بندے کو بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

(مفتی) محمد سرفراز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☐ حدیث کے لفظی معنی بات اور گفتگو کے ہیں، علامہ جوہری صحاح میں لکھتے ہیں" الحديث الكلام قليلة او كثيرة " حدیث بات کو کہتے ہیں وہ مختصر ہو یا مفصل۔

حضورؐ کی تعلیمات ''بیان'' کے پہلو سے ذکر کی جائیں، تو حدیث کہلاتی ہے۔ اور ''عمل'' کے پہلو سے ذکر کی جائیں، تو وہ ''سنت'' کہلاتی ہے۔ حدیث میں بیان کی نسبت غالب ہے اور سنت میں عمل کی نسبت غالب ہے۔ (آثار الحدیث: ج، ۱/ص، ۵/علمی خطبات: جلد، ۱)

☐ صحابہ کرام جب اس طریق کی نشاندہی کرتے تھے، جس پر حضورؐ نے انہیں قائم کیا تھا، تو کہتے تھے ''سَنَّ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم'' حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہمارے لیے بیان کیا، پس معلوم ہوا کہ حدیث حضورؐ کی تعلیمات کے بیان کو کہتے ہیں۔

علم حدیث کی تعریف : علم حدیث کی تعریف روایت کے اعتبار سے الگ ہے اور درایت کے اعتبار سے الگ ہے۔

روایت کے اعتبار سے تعریف

{الف} روایت کے اعتبار سے تعریف کرتے ہوئے اعلاء السنن کے مصنف مشہور عالم دین حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

عِلْمٌ یُعْرَفُ بِهٖ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَفْعَالُهٗ وَاَحْوَالُهٗ وَرِوَایَتُهَا وَضَبْطُهَا وَتَحْرِیْرُ اَلْفَاظِهَا. علم حدیث وہ علم ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، اور احوال کا علم حاصل ہوتا ہے، اور ان کو نقل کرنے، ضبط کرنے اور ان کے الفاظ کو تحریر کرنے کا علم حاصل ہوتا ہے۔ (اعلاء السنن : ج، ۱۹ / ص، ۲۲ / مکتبہ دار الاشاعت کراچی :قواعد فی علوم الحدیث :ص، ۲۴ / دار الاشاعت، مقدمہ اوجز المسالک، جلد، ۱ / ص، ۵۳)

درایت کے اعتبار سے تعریف

درایت کے اعتبار سے حدیث کی تعریف کرتے ہوئے حضرت شیخ زکریاؒ نے تحریر فرمایا:

{ب} عِلْمٌ يُعْرَفُ مِنْهُ حَقِيْقَةُ الرِّوَايَةِ وَشُرُوْطُهَا وَاَنْوَاعُهَا وَاَحْكَامُهَا وَحَالُ الرُّوَاةِ وَ شُرُوْطُهُمْ وَاَصْنَافُ الْمَرْوِيَّاتِ وَمَايَتَعَلَّقُ بِهَا. (قواعد فی علوم الحدیث: ص،۲۳/تدریب الراوی :ص ۲۴/ مکتبہ القاھرہ :مصر،اعلاء السنن ،ج،۱۹/ص،۲۳/مقدمہ اوجز المسالک،جلد،۱/ص،۵۴)

☐ علم حدیث وہ علم ہے جس سے روایت کی حقیقت اس کی شرائط، اس کے اقسام، اس کے راویوں کے حالات، اس کی شرائط مرویات کے اقسام اوران کے متعلق چیزوں کا علم حاصل ہو۔

حدیث کی ایک اور تعریف: علامہ شمس الدین سخاویؒ لکھتے ہیں

''اَلْحَدِيْثُ لُغَةً :ضِدُّ الْقَدِيْمِ. وِاصْطِلاَحاً:''مَا اُضِيْفَ'' اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَوْلًا اَوْفِعْلاً اَوْتَقْرِيْراًاَوْ صِفَةً حَتَّى الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ. (فتح المغیث:ص۱۲)

یعنی حدیث لغت کے اعتبار سے قدیم (پرانا) کی ضد ہے(یعنی لغوی اعتبار سے ہر نئی چیز کو حدیث کہیں گے) لیکن اصطلاح میں حدیث ہر وہ بات کہلائے گی جس کی نسبت نبی پاک ﷺ کی طرف قولا، فعلاً یا تقریراً کی گئی ہو یا صفت کے لحاظ سے کی گئی ہو حتی کہ نبی پاک ﷺ کے حرکات وسکنات پر بھی حدیث کا اطلاق ہوگا۔

علم حدیث کا موضوع: هُوَالسَّنَدُ وَالْمَتَنُ وَقِيلَ ذَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ (تدریب الروی:ص، ۲۵۵/اعلاء السنن :ج،۱۹/ص،۲۳/کشف الباری :ج،۱/مقدمہ اوجزالمسالک،جلد،۱/ص،۵۵)

☐ سند اور متن اس کا موضوع ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا موضوع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے اللہ کا رسول ہونے کی حیثیت سے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اوران کے استاد علامہ محی الدین الیکافیجی نے پہلے قول کوترجیح دی ہے۔(تدریب الراوی: ص،۱۱)

حدیث کی دو تعریفیں ہیں : (۱)مَايُضَافُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ

(تدریب الراوی: ص،۱۱/اعلاء السنن :ج،۱۹/ص،۲۴/کشف الباری :ج،۱/مقدمہ اوجزالمسالک،جلد،۱/ص،۵۴)

(۲) علامہ طیبی فرماتے ہیں اَلْحَدِيْثُ اَعَمُّ مِنْ اَنْ ايَّكُوْنَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّحَابِيِّ وَالتَّابِعِيْ وَفِعْلَهُمْ وَتَقْرِيْرَهُمْ (تدریب الراوی،/اعلاء السنن :ح،۱۹/ص،۲۴/کشف الباری :ج،۱ /ص ،۲٦)

حدیث عام ہے اس کا اطلاق نبی ،صحابی ،تابعی کے اقوال وافعال اورتقریرات سب پرکیا جاتا ہے۔

ہر ایک کی مثال مع تعریف: حدیث قولی اس حدیث کو کہتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات منقول ہو مثلاً "قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم" سے شروع ہو رہی ہو (مقدمہ شیخ عبدالحق ص،۴ر شرح نخبہ)

- حدیث فعلی وہ حدیث ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا ذکر ہو مثلاً "**فعل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اولم یفعل رسول اللّٰہ کذا**" (مقدمہ شیخ عبدالحق: ص،۴ر)

- حدیث تقریری اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں اس بات کا ذکر ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا گیا؛ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا۔ مثلاً "**فعل بحضرۃ رسول اللّٰہ ﷺ کذاھو**"

نوٹ: اصول یہ ہے کہ ایک مسئلے کے بارے میں حدیث فعلی بھی ہو اور حدیث قولی بھی ہو تو حدیث قولی کو ترجیح دیں گے۔ (القواعد الفقہ: ص،۲۵)

حدیث اور خبر کے درمیان فرق: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اَلْخَبَرُ عِنْدَ عُلَمَاءِ الْفَنِّ مرادِفُ الْحَدِیْثِ.

ترجمہ: علمائے فن کے نزدیک خبر اور حدیث مترادف ہے۔ (شرح نخبہ: ص، ۱۰ر اعلاء السنن: ج، ۱۹ر ص، ۲۲)

○❖○○❖○

خبراور حدیث کے درمیان اختلاف الاقوال

کل تین نسبتیں ہیں

(۱) ترادف (۲) تباین (۳) عموم وخصوص مطلق

❑ پہلی نسبت یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان ترادف ہے کہ ہر حدیث پر خبر کا اطلاق ہوتا ہے، اور ہر خبر پر حدیث کا اطلاق ہوتا ہے، اکثر علماء اصول حدیث کا یہی قول ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ (مقدمہ شیخ عبدالحق)

☐ دوسری نسبت یہ بیان فرمائی کہ ان دونوں کے درمیان تباین اور تغایر کی نسبت ہے ان میں سے کسی کا بھی دوسرے پر اطلاق نہیں ہوتا، لہذا حدیث صرف اس قول وفعل کو کہیں گے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو اور جو غیر نبیؐ سے منقول ہو اس کو خبر کہیں گے، اس کو حدیث نہیں کہہ سکتے اسی تباین کی وجہ سے محدث صرف اس شخص کو کہیں گے جو سنت رسول ﷺ کو اپنا مشغلہ بنالے اور اخباری اس شخص کو کہیں گے جو غیر نبی کی تاریخ، قصص وغیرہ بیان کرتا ہو، لیکن یہ تباین کا قول ضعیف ہے، اسی وجہ سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صیغۂ تمریض ''قیل'' سے بیان فرمایا ہے (شرح نخبہ، ص، ۷)

تیسری نسبت: کہ ان دونوں کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے پس ہر حدیث خبر ہوگی اور ہر خبر کا حدیث ہونا ضروری نہیں ہے، محدثین یہ بھی تعریف فرماتے ہیں۔ **وَالْمُحَدِّثُوْنَ يُسَمُّوْنَ الْمَرْفُوْعَ وَالْمَوْقُوْفَ بِالْاَثَرِ وَاِنَّ فُقَهَاءَ خُرَاسَانَ يُسَمُّوْنَ الْمَوْقُوْفَ بِالْاَثَرِ وَالْمَرْفُوْعَ بِالْخَبَرِ.**

(تدریب الراوی: ص، ۲۷/آثار الحدیث: ج، ۱/ص، ۲۵ مکتبہ حافظی دیوبند)

متن کی تعریف **اَلْمَتَنُ هُوَ اَلْفَاظُ الْحَدِيْثِ الَّتِيْ تَتَقَوَّمُ بِهَا الْمَعَانِيْ قَالَهُ الطِّيْبِيُّ.** **(تدریب الراوی: ص، ۲۶/اعلاء السنن: ج، ۱۹/ص، ۲۶/مقدمہ اوجز المسالک، جلد، ۱/ص، ۲۰۶)**

متن وہ الفاظ حدیث ہیں جن کے ساتھ معنی قائم ہو۔

سند کی تعریف : اَلسَّنَدُ الطَّرِيْقُ الْمُوصِلَةُ اِلَى الْمَتَنِ وَبِهٰذَا ظَهَرَ اَنَّ الْمَتَنَ هُوَاغَايَةٌ مَايَنْتَهِيْ اِلَيْهِ الْاِسْنَادُ مِنَ الْكَلَامِ.
وَقَالَ ابْنُ جَمَاعَةَ. اَلْمُحَدِثُوْنَ يَسْتَعْمِلُوْنَ السَّنَدَ وَالْاِسْنَادَ لِشَيْءٍ وَاحِدٍ. (تدریب الراوی :ص،۲۶/اعلاء السنن :ج،۱۹/ص،۲۶/مقدمہ اوجزالمسالک،جلد،۱/ص،۲۰۶)

مسند کی لغوی اوراصطلاحی تعریف : اسند یسند اسنادا(افعال) سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اس کی جمع ''مسانذ'' آتی ہے اسناد کے معنی پہاڑی پر چڑھانا ہے تو مسند کا معنی ہوئے پہاڑی پر چڑھایا ہوا، لیکن یہاں اس سے وہ بات مراد نہیں ہے وہ بات مراد ہے، جس کی بات قائل تک پہنچائی گئی ہو مسند اسم فاعل کے معنی ہے چڑھانے والا اس سے مراد باسند بات کرنے والا یعنی مدار سند جیسے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ''مسند الہند'' ہیں کیونکہ محدثین ہند کی سند کے مدار اور محور ہیں۔

مسند کی اصطلاحی تعریف: حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اَلْمُسْنَدُ هُوَمَرْفُوْعُ صَحَابِيٍ بِسَنَدٍ ظَاهِرُهُ الْاِتِّصَالُ یعنی مسند وہ حدیث ہے جو کسی صحابی نے مرفوعاً بیان کی ہو اور ایسی سند ذکر کی ہو، جو بظاہر متصل ہو، لہٰذا انقطاع خفی بھی مسند کہلائے گا۔

بعض نے یہ تعریف کی ہے۔ اَلْحَدِيْثُ الَّذِىْ اِتَّصَلَ سَنَدُهٗ مِنْ رَاوِيْهِ اِلٰى مُنْتَهَاهُ فَشَمِلَ الْمَرْفُوْعَ وَالْمَوْقُوْفَ وَالْمَقْطُوْعَ (عمدة النظر: ص ۱۷۹/اعلاء السنن: ج،۱۹/ص،۲۳)

☐ جس حدیث کی سند راوی سے لے کر آخر تک ہو اس کو مسند کہتے ہیں، اس تعریف کے اعتبار سے یہ مرفوع، موقوف اور مقطوع کو شامل ہوگی، بعض نے یہ تعریف کی ہے۔ اَلْكِتَابُ الَّذِىْ جُمِعَ فِيْهِ مَااَسْنَدَهُ الصَّحَابَةُ أَىْ رَوَاهُ (تدریب الراوی: ص ۲۷/اعلاء السنن: ج،۱۹/ص،۲۶/اوجز المسالک: ج،۱/ص،۲۰۸)

محدث کی تعریف: محدث یہ لفظ اس عالم کے لیے استعمال ہوتا ہے جو احادیث کے خاطر خواہ ذخیرہ جانتا ہو اور متن حدیث کے ساتھ ساتھ بطور جرح تعدیل رواۃ کا علم بھی رکھتا ہو۔ (اعلاء السنن: ج،۱۹/ص،۲۸/تحفة المنعم: ج،۱)

حافظ: اس محدث کو کہا جاتا ہے جس کو متن اور سند کے ساتھ ایک لاکھ حدیثیں ازبر یاد ہوں۔

حجة: اس شیخ الحدیث کو کہتے ہیں جس کو متن اور سند کے ساتھ تین لاکھ احادیث ازبر یاد ہوں۔

حاکم: اس کے لیے اعزازی ڈگری ہے جس کو تمام ذخیرۂ احادیث یاد ہو۔ (تحفة المنعم: ج ۱/ص،۵۰)

اقسام الحدیث: اقسام کتب حدیث کے متعلق پہلے یہ شعر ملاحظہ ہو۔

جامع ومسانید، ومعاجم، بنگر رسائل، سنن، اجزاء، وفتن بفکر

(تحفۃ المنعم: ج۱رص،۵۰)

(۱) جامع وہ کتاب ہے جس میں آٹھ اصناف علوم جمع ہوں جس کو کسی نے اس شعر میں جمع کیا ہے۔ تفسیر آداب وسیر وعقائد فتن اشراط واحکام مناقب۔

(عمدة النظر :ص ،۱۸۸ / کشف الباری : ج، ۱ /تحفة المنعم : ج ۱ /مقدمه)

☐ یہ واضح رہے کہ بخاری اور ترمذی جامع ہیں، یہ سب علوم ان میں درج ہیں، مسلم میں تفسیر بہت کم ہے وہ جامع نہیں ہے۔

☐ مسند وہ کتاب ہے جس میں صحابہ کے ناموں کی ترتیب پر احادیث جمع کی گئی ہو، جیسے مسند احمد حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۴۱) کا مرتب فرمودہ یہ ذخیرہ حدیث شریف سنت نبویہ کا عظیم ذخیرہ ہے، اس کتاب میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ساڑھے سات لاکھ مرویات منتخب کر کے جمع فرمائی ہیں جو تقریبا ۷۰۰رصحابہ سے مروی ہیں، مسند کی کل روایت کی تعداد ۲۷۵۰۰۱۹ رہے۔

(فتوی نویسی کے رہنماء اصول: ص، ۸۳/ مکتبه نعیمیه دیو بند، /اعلاء السنن: ج، ۱۹ رص، ۲۸)

☐ معجم: وہ کتاب ہے جس میں ناموں کے حروف کی ترتیب سے اپنے شیخوں کی احادیث جمع کی گئی ہو۔ جیسے معجم طبرانی، معجم کبیر، معجم صغیر، معجم اوسط وغیرہ۔

(تدریب و راوی: ص، ۲۵)

- سنن وہ کتب ہیں جن میں احکام کی احادیث، فقہ کے ابواب کی ترتیب پر ہو جیسے سنن ترمذی وغیرہ۔ جزء وہ ہے کہ جو ایک ہی شیخ کی مرویات پر مشتمل ہو یا ایک ہی موضوع سے وابستہ حدیثیں ہو جیسے جزء رفع یدین للبخاری۔ (تدریب الراوی :ص ۲۵)

- مستدرکات وہ کتب حدیث ہیں جن کے مؤلف نے کسی محدث کی کتاب کی احادیث کا استدراک کیا ہو، جو اس سے کسی وجہ سے رہ گئی ہو اور ان کی شرائط کے مطابق ہو، جیسے مستدرک حاکم علی الصحیحین۔

○❖○○❖○

حدیث کی اقسام اور تعریفات

حدیث دو قسموں پر ہے (۱) متواتر (۲) خبر واحد

خبر متواتر کی اصطلاحی تعریف: خبر متواتر وہ کہلاتی ہے جس کے اندر مندرجہ ذیل چار شرائط موجود ہوں۔

(۱) اس کے طرق کثیر ہوں (۲) رواۃ کی تعداد اتنی زیادہ ہو" کہ عادۃ ان کے اجتماع علی الکذب کو محال قرار دے یا اتفاقا ان سے جھوٹ کا صدور محال ہو (۳) ہر طریق کی

ابتدا سے انتہا تک مذکورہ کثرت باقی ہو(۴) اس کی سند کا منتہی کوئی امر حسی ہو۔

(اعلاء السنن : ج، ۱۹/ص، ۲۶/تحفة الدرر: ص، ۳/مکتبہ حجاز دیوبند)

متواتر کی اقسام، متواتر کی چار قسمیں ہیں

(۱) متواتر لفظی: وہ خبر ہے جس کے الفاظ اور معنی دونوں ایک ساتھ منقول ہو "مثلاً "من کذب علی الخ" اس حدیث کو ۷۰/ سے زیادہ صحابہ نے روایت کیا ہے، اس کو متواتر الاسناد بھی کہتے ہیں۔ (عمدۃ النظر: ص، ۲۵/تدریب الراوی: ۴۵)

(۲) متواتر معنوی: وہ خبر ہے جس کے معنی صرف تواتر کے ساتھ منقول ہو الفاظ میں تواتر نہ ہو۔ جیسے "رفع الیدین فی الدعاء" کی جو حدیث ہے ان کی تعداد ۱۰۰/ کے قریب ہے، ہر حدیث میں مختلف واقعات کے ذمے میں یہ بات مشترک ہے انه رفع یدیه فی الدعاء ان میں سے ہر واقعہ تواتر نہیں ہے، مگر قدر مشترک رفع الیدین فی الدعاء تواتر معنوی ہے، اس کو متواتر بقدر المشترک بھی کہا جاتا ہے۔ (قطف الازہار فی الاخبار المتواتر: ص، ۱۱)

(۳) متواتر بالطبقہ: یہ متواتر کی ایسی قسم ہے جس میں اسناد کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے کہ تواتر قرآن ہے۔ (قطف الازہار فی الاخبار المتواتر: ص، ۱۱)

(۴) متواتر بالعمل والتوارث: اس سے وہ تواتر مراد ہے جس میں کسی مسئلے پر ہر زمانے میں جم غفیر عمل کرتا آرہا ہو مثلاً مسواک، صلاۃ خمسہ وغیرہ۔

(قطف الازہار فی الاخبار المتواتر :ص،۱۱/عمدۃ النظر :ص ۴۹/ مکتب نعیمیہ دیوبند)

☐ ان میں یہ بھی متواتر ہے کہ حیات الانبیاء کے بارے میں جو صاحبِ "نظم المتناثرہ فی الاخبار المتواتر" اپنی اس کتاب میں میں لکھتے ہیں۔

ان من جملة ما تواتر عن النبی ﷺ حياةَ الانبياء فی قبورهم.

جوروایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ہے ان میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا قبروں میں زندہ ہونا بھی ہے۔(نظم المتناثرہ فی الاخبار المتواتر: ص، ۱۳۲/ عمدۃ النظر :ص،۴۹)

○❖○○❖○

کچھ متواترات کی فہرست

☐ (۱)احادیث شفاعت(قطف الازهار المتناثره فی الاخبار المتواتره:ص،۱۵) (۲) تعداد رکعت(قطف الازهار المتناثره فی الاخبار المتواتره:ص،۱۵) (۳) بدر واحد اور غزوات میں شرکت(قطف الازهار المتناثره فی الاخبار المتواتره:ص،۱۵) (۴)من بنیٰ للّٰه مسجدا،الخ (قطف الازهار المتناثره فی الاخبار المتواتره:ص،۱۵) (۵) رویت باری تعالیٰ(قطف الازهار المتناثره فی الاخبار المتواتره:ص،۱۵) (۶)نهی عن الصلوة فی معا

طن الابل(قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۵) (۷)**نھی عن اتخا ذ القبور مساجد** بھی متواتر ہے(قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۵) (۸)**اھتز العرش یموت سعدبن معاذ** (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۵) (۹) حدیث انشقاق القمر (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۵) (۱۰) احادیث مغفرت (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۵) (۱۱) حدیث جبرئیل (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۵) (۱۲) حدیث ۷۳ رفرقے (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۵) (۱۴) احادیث مسواک (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۵) (۱۵) غسل رجلین (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۷) (۱۶) مسح علی الخفین (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۷) (۱۷) فجر اسفار میں پڑھنا (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۸) (۱۸) ظہر تاخیر سے پڑھنا (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۸) (۱۹) سوال وجواب فی القبر (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۸) (۲۰) عذاب قبر (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۸) (۲۱) مجتہد سے خطا بھی ہوجائے تو ایک اجر (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۸) (۲۲) **البینۃ علی المدعی** (قطف الازھار المتناثرہ فی الاخبار

المتواترہ:ص،۱۸)(۲۳)فضیلت ابوبکر علی جمیع الصحابہ (قطف الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) (۲۴)اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا (قطف الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۸)(۲۵)خیر القرون کی فضیلت (قطف الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۸)(۲۶)روزۂ پاک جنت (قطف الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) (۲۷)احادیث ختم نبوت (قطف الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۹) (۲۸)اسریٰ (نظم المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۹) (۲۹)انبیاء کی میراث نہیں (نظم الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۷۵) (۳۰)ظہور مہدی (نظم الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۷) (۳۱)نزول عیسیٰ (نظم الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۱۷) (۳۲)وزن اعمال (نظم الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ:ص،۲۰)(۳۳)جنت و دوزخ کا مخلوق ہونا (نظم الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) (۳۴) آپ کی زندگی میں آپ کا توسل لینا (نظم الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ،مراجعت کے لئے ملاحظہ ہو،نظم الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ،مکتبہ بیروت لبنان،انوارات صفدر: ج،۱ / علامہ سخاوی کی قولی بدیع،حافظ ابن عبدالبر قاضی عیاض)

خبر متواتر علم بدیہی ہے یا نظری: خبر متواتر علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے مگر سوال یہ ہے کہ یہ بدیہی ہے یا نظری اس میں جمہور کا معتمد علیہ

مذہب یہ ہے کہ متواتر علم یقینی بدیہی کا فائدہ دیتی ہے، نظری کا فائدہ نہیں دیتی، کیونکہ خبر متواتر سے ہر اس آدمی کو بھی علم حاصل ہوتا ہے، جو کہ نظر وفکر کی صلاحیت نہیں رکھتا اسی لیے نظر ایسے امور معلومہ یا امور مضمونہ کے مرتب کرنے کا نام ہے (شرح عقائد علم کی بحث)

- مگر اشاعرہ میں سے امام الحرمین ابو المعالی الجوینی اور معتزلی میں سے ابو حسین بصری اور علامہ کعبی کا مذہب یہ ہے کہ متواتر صرف علم نظری کا فائدہ دیتی ہے، اس میں بدیہی کا فائدہ نہیں ہوتا (تدریب الراوی: ص ۵۳ / عمدة النظر: ص، ۷۵)
- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خبر متواتر سے حاصل ہونے والا علم نہ بدیہی ہے اور نہ ہی نظری بلکہ وہ ان دونوں علوم کے درمیان کی چیز ہے گویا کہ وہ اس مسئلے میں واسطة بین الواسطین کے قائل ہے۔ (شرح ملا علی قاری: ص ۱۸۱)
- اس میں جمہور کا مذہب راجح اور قابل اعتماد ہے حافظ ابن حجرؒ نے جمہور کے مقابل ہر مذہب کو لیس بشیئ قرار دیا ہے، یعنی وہ غیر معتبر، قابل توجہ نہیں۔

متواتر کا حکم: متواتر سے ایسے علم کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، کہ انسان اس کی تصدیق جازم پر اس طرح مجبور ہو جاتا ہے، جس طرح آنکھوں دیکھے واقعہ کی تصدیق کرتا ہے اسی وجہ سے تمام اخبار متواتر مقبول ہے ان کے احوال رواۃ کو جاننے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ (عمدة النظر: ص، ٦٨)

○○○❖○

خبر واحد کی پہلی تقسیم

خبر واحد اپنے منتہی سند کے اعتبار سے تین قسموں پر ہے۔

(۱) مرفوع (۲) موقوف (۳) مقطوع

(۱) مرفوع وہ حدیث ہے جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہو، اور اس کی سند حضور ﷺ تک پہنچتی بھی ہو۔ (اعلاء السنن: ج، ۱۹ ص، ۳۸/ مقدمہ شیخ عبدالحق: تدریب الراوی: ۱۴۷/ مقدمہ اوجز المسالک، جلد، ۱/ ص، ۲۱۶/ مکتبہ دار القلم دمشق)

(۲) موقوف وہ حدیث ہے جو صرف صحابی تک جا کر پہنچتی ہو جیسے: "**قال ابن عباس رضی اللّٰہ تعالی عنھما**" وغیرہ۔(اعلاء السنن: ج،۱۹/ص،۳۸/ مقدمہ شیخ عبدالحق:تدریب الراوی:۱۴۷/مقدمہ اوجز المسالک،جلد،۱/ ص،۲۱۶/مکتبہ دار القلم دمشق)

(۳) مقطوع ہر وہ حدیث ہے جو تابعی تک پہنچتی ہو۔ جیسے قال الاعمشؒ وغیرہ یہ مقطوع کہلاتی ہے۔(اعلاء السنن : ج،۱۹/ص،۳۸/ تدریب الراوی: ص،۱۴۸ عمدۃ النظر :مقدمہ اوجز المسالک،جلد،۱/ص،۲۱۶/مکتبہ دار القلم دمشق)

○❖○○❖○

خبر واحد کی دوسری تقسیم

خبر واحد راویوں کی تعداد کے اعتبار سے تین قسموں پر ہے

(۱) مشہور (۲) عزیز (۳) غریب

(۱) حدیث مشہور وہ ہے جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زائد ہوں مگر تواتر کی تعداد سے کم ہو، اس سے علم یقینی بدیہی حاصل نہ ہو۔ (اعلاء السنن : ج،۱۹/ ص،۲۲/شرح نخبہ وتحفۃ الدر :تدریب الراوی،ص،۴۴۳)

حدیث مشہور کی مثال: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعاً۔

(تیسیر مصطلح الحدیث :ص،۸۳/ تدریب الراوی: ص،۴۴۳)

خبر عزیز کا لغوی معنی: دوسری قسم خبر عزیز ہے لفظ عَزَّیَعِزُّ (ضرب) بمعنیٰ قلیل الوجود ہونا سے ماخوذ ہے کیونکہ خبر عزیز بہت ہی قلیل الوجود ہے یا عَزَّیَعَزُّ (فتح) بمعنیٰ طاقت والا ہونا سے ماخوذ ہے اسی لئے اس کو دوسرے طریق سے اور سند سے قوت حاصل ہوتی ہے۔

حدیث عزیز کی اصطلاحی تعریف: خبر عزیز وہ ہے جس کے راوی دو ہوں، خواہ ہر طبقے میں دو ہی دو ہوں یا کسی طبقے میں دو سے زائد بھی ہوگئے ہوں مگر کسی طبقے میں دو سے کم نہ ہوں۔ (اعلاء السنن: ج،۱۹/ص،۳۲/تحفۃ الدر: ص،۵)

خبر عزیز کی مثال لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ الخ (بخاری ومسلم:تدریب الراوی: ص،۴۴۳)

خبر غریب کی تعریف: وہ حدیث یا خبر ہے جس کی اصل سند میں غرابت ہو یعنی سند کے شروع میں ایک ہی راوی ہو۔(اعلاء السنن: ج،۱۹/ص،۳۳/تحفۃ الدر: ص،۵)

خبر غریب کی مثال: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیّات۔

(تدریب الراوی: ص،۴۵/بخاری: ج،۱/کتاب الایمان: ص،۵/مشکوٰۃ: کتاب الایمان: ص،۱۱ عمدۃ النظر: ۴۲)

خبر واحد کی تیسری تقسیم

خبر واحد اپنے راویوں کی صفات کے اعتبار سے سولہ قسموں پر ہے:

(۱) صحیح لذاتہ (۲) صحیح لغیرہ (۳) حسن لذاتہ (۴) حسن لغیرہ (۵) ضعیف (۶) موضوع (۷) متروک (۸) شاذ (۹) محفوظ (۱۰) منکر (۱۱) معروف (۱۲) معلل (۱۳) مضطرب (۱۴) مقلوب (۱۵) مصحف (۱۶) مدرج

صحیح لذاتہ کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں

(۱) عادل ہو (۲) تام الضبط (۳) متصل السند (۴) معلل نہ ہو (۵) شاذ نہ ہو۔

(اعلاء السنن: ج،۱۹/ص،۳۴/تحفة الدر: ص،۵/ تدریب الراوی: ص،۴۵/ مکتبہ القاھرہ: مقدمہ اوجز المسالک جلد، ۱/ص،۲۱۶/مکتبہ دار القلم دمشق)

کون سی ''حدیث صحیح'' حجت بنے گی اور کون سی نہیں بنے گی؟

☐ یہاں ایک بات ذہن نشیں ہونی چاہیے کہ کسی حدیث کا صحیح ہونا الگ چیز ہے اور کسی حدیث کا حجت ہونا الگ چیز ہے؛ چنانچہ ''صاحب منار'' نے لکھا ہے کہ خبر واحد کے حجت ہونے کے لیے چار چیزیں راوی کے لیے ضروری ہیں اور چار چیزیں روایت کے لیے ضروری ہیں، جو چار چیزیں راوی کے لیے ضروری ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) راوی کا عاقل ہونا (۲) راوی کا کامل الضبط ہونا (۳) راوی کا عادل ہونا (۴) راوی کا مسلمان ہونا۔ اور جو چار باتیں روایت کے لیے ضروری ہیں وہ یہ

ہیں(۱) کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو(۲) سنت مشہورہ کے مخالف نہ ہو(۳) علوم بلویٰ سے متعلق نہ ہو(۴) خیر القرون سے متعلق نہ ہو۔اگر مذکورہ آٹھ شرطیں پائی جائیں تو وہ روایت حجت بنے گی ورنہ نہیں۔

□ لہذا صرف حدیث کے صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حجت بھی بنے گی لہذا کہنے والے کی یہ بات کہ ''صرف صحیح حدیث پر عمل کرو'' غلط ہے اور جہالت پر مبنی ہے۔کون سی حدیث حجت بنے گی اور کون سی حدیث حجت نہیں بنے گی یہ کام ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے یہ کام مجتہد کا ہے۔

□ نوٹ: صحیح حدیث کے قابل استدلال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مجتہد کے نزدیک وہ حدیث صحیح ہو،علامہ ظفر احمد عثمانی اپنی کتاب ''اعلاء السنن'' میں رقم طراز ہیں **اَلْمُجْتَهِدُ إِذَاسْتَدلَّ بِحَدِيْثٍ كَانَ تَصْحِيْحًالَهُ** . مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا اس کے نزدیک صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے اور آگے فرماتے ہیں **كُلُّ مُجْتَهِدٍ بِحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ عِنْدَهٗ** ہر مجتہد اس حدیث کو دلیل پکڑتا ہے جو حدیث اس کے نزدیک صحیح ہو۔(اعلاء السنن : ج، ۱۹/ ص،۵۷/۵۸)

صحیح لذاته کی مثال : **عَنْ مَحَمَّدِ ابْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَرَأَ فِيْ الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ** (اخرجه البخاری فی کتاب المغازی: ج، ۲/ص، ۷۲۰/بخاری:

ج، ا / کتاب الاذان : ص، ۵ ۰ ا / عمدۃ النظر : ص ۷۵)

حدیث صحیح لذاتہ کا حکم: علمائے حدیث کا اس بات پر اجماع ہے کہ حدیث صحیح لذاتہ پر عمل کرنا واجب ہے فقہاء اور علمائے اصول فقہ کے نزدیک یہ حجت شرعیہ ہے، اس کو متروک العمل قرار دینا کسی مسلمان کی مجال نہیں ہے۔ (عمدۃ النظر: ص، ۷۶)

صحیح لغیرہ کی تعریف : ضبط میں نقص آ گیا ہو باقی صفات مکمل ہوں؛ لیکن اس نقصان کو تعداد طرق نے پورا کیا ہو تو یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔

(اعلاء السنن : ج، ۹ ا / ص، ۳۴ / عمدۃ النظر : ص ،۷۷)

صحیح لغیرہ کی مثال: اس کی مثال ترمذی شریف میں ہے عن محمدابن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هريرة اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ لَوْلَا اَخَافُ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلوٰةٍ. (تدریب الراوی: ص، ۴۸)

☐ یہ حدیث صحیح لغیرہ کی مثال ہے چنانچہ علامہ ابن صلاح ''علوم الحدیث'' میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا راوی محمد بن عمر بن علقمہ ہے یہ صدق دیانت میں مشہور ہے مگر اہل اتقان میں اس کا شمار نہیں ہے، چنانچہ بعض حضرات نے اسے سوئے حفظ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے جبکہ بعض نے اس کی دیانت اور جلالت شان

کی وجہ سے اس کی تصدیق کی ہے۔ (عمدۃ النظر:ص،۷۸)

حدیث حسن لذاتہ کی تعریف: حسن لذاتہ کی تعریف کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: وَخَبَرُ الْاَحَادِبِنَقلِ عَدْلٍ تَامِّ الضَّبْطِ مُتَّصِلِ السَّنَدِ غَیْرِ مَعَلَّلٍ وَّلَاشَاذٍ هُوَالصَّحِیْحُ لِذَاتِہٖ فَاِنْ خَفَّ الضَّبْطُ فَالْحَسَنُ لِذَاتِہٖ (شرح نخبہ:ص،۲۰)

☐ مذکورہ چیزیں ہوں لیکن ضبط میں کمی ہوتو وہ حدیث حسن لذاتہ بن جاتی ہے۔ لہٰذا اب حسن لذاتہ کی تعریف اس طرح ہوگی۔ اَلْحَسَنُ هُوَمَاالتَّصَلَ سَنَدُہٗ بِنَقْلِ الْعَدْلِ الَّذِیْ خَفَّ ضَبْطُہٗ عَنْ مِثْلِہٖ الیٰ مُنْتَھَاہُ مِنْ غَیْرِ شُذُوْذٍ وَلَاعِلَّۃٍ یعنی صحیح لذاتہ صرف ضبط کی وجہ سے حسن لذاتہ بن جاتی ہے۔(اعلاء السنن : ج،۱۹ /ص۳۵)

حدیث حسن لذاتہ کا حکم: یہ قوت کے لحاظ سے اگرچہ صحیح لذاتہ سے کم ہے مگر احتجاج میں اس کے مساوی ہے، بعض متشددین نے اسے متروک کہا ہے، جبکہ بعض متساہلین (حاکم ابن حبان) نے اسے صحیح لذاتہ کی قسم میں شمار کیا ہے۔(اعلاء السنن : ج،۱۹ /ص،۲۲)

حدیث حسن لذاتہ کی مثال: اس کی مثال میں یہ حدیث ذکر کی جاتی ہے "عن ابی بکر ابن ابی موسی الاشعری قال سَمِعْتُ اَبِیْ بِحَضْرَۃِالْعَدُوِّ یَقُوْلُ قال رسول اللہ ﷺ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ ظِلَالِ

السُّيُوْف" (جامع ترمذی) اس حدیث کے سارے رواۃ ثقات ہیں مگر جعفر بن سلیمان ضبعی حسن الحدیث ہیں۔ (وہ کامل الضبط نہیں ہیں)

اسی وجہ سے یہ حدیث صحیح لذاتہ کے درجہ سے حسن لذاتہ کے درجہ میں آ گئی (عمدۃ النظر: ص،۷۸)

حدیث حسن لغیرہ کی تعریف: حسن لغیرہ بعینہ ضعیف ہے لیکن تعدد طرق یا قبولیت کے کسی قرینے نے اس کو بلند کیا ہے۔(اعلاء السنن: ج ۱۹/ص،۳۵/اعلاء السنن: ج،۱۹/ص،۳۸/مقدم اوجز المسالک،جلد، ۱/ص،۲۱۶/مکتبہ دار القلم دمشق)

حسن لغیرہ کاحکم: حسن لذاتہ سے کم درجہ کی خبر ہے مگر مقبول کی اقسام میں سے ہونے کی وجہ سے قابل احتجاج ہے۔

حدیث حسن لغیرہ کی مثال: اس کی مثال یہ حدیث ہے "عن شعبة عن عاصم عن عبدالله عامر ابن ربيعة عَنْ اَبِيْهِ اِنَّ اِمْرَأَةَ مِنْ بَنِى فَزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلٰى نَعْلَيْنِ فَقَالَ رَسول الله ﷺ اَرْضِيْتِ مِنْ نَفْسِكِ وَمَالِكِ بِنَعْلَيْنِ؟قَالَتْ نَعَمْ فَاَجَازَ." (ترمذی، ج ۲ س عمدة النظر: ۱۲۰)

☐ اس حدیث کی سند میں عاصم بن عبیداللہ سوئے حفظ کی وجہ سے ضعیف ہیں مگر امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے، کیونکہ یہ ایک سے زائد طرق سے مروی

ہے(عمدۃ النظر:۱۲۰)

ضعیف کی تعریف : اسباب طعن (۱۰) میں سے کوئی بھی سبب حدیث میں موجود ہوتو وہ حدیث ضعیف کہلاتی ہے(اعلاء السنن : ج،۱۹ / ص ۴۲ / مقدمہ مسلم :ص،۲۲ / مقدمہ اوجز المسالک،جلد،۱ / ص،۲۲۰ / مکتبہ دارالقلم دمشق)

فوائد وقیود

❑ سوال یہ ہے کہ ضعیف حدیث قابل استدلال ہے یا نہیں؟

حافظ جلال الدین سیوطیؒ اور حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی نوراللہ مرقدہ اپنی کتاب "اعلاء السنن" میں رقم طراز ہیں

❑ مَدارُ الصَّحِیحِ وَالتَّضْعِیفِ لِلْحَدِیْثِ لَیْسَ عَلَی الْاِسْنَادِفَقَطُ فَاِذَا قِیْلَ ھٰذا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ فَمَعْنَاہٗ قَبِلْنَاہٗ عَمَلاً بِظَاھِرِ الْاِسْنَادِ عَلٰی

اَنَّـهٗ مَقْطُوْعٌ بِهٖ فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ لِجَوازِالْخَطَأِ وَالنِّسْيَانِ عَلَى الثِّقَةِ فَإِذَا قِيْلَ هٰذَاحَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ فَمَعْنَاهُ لَمْ يَصِحَّ اِسْنَادُهٗ عَلَى الشَّرْطِ الْمَذْكُوْرِ لِأَنَّهٗ كَذِبٌ فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ لِجَوَازِ صِدْقِ الْكَاذِبِ وَإِصَابَةِ مَنْ هُوَ كَثِيْرُالْخَطَأِ. (تدریب الراوی :ص،۵۵/مکتبہ قاھرہ،مصر،اعلاء السنن :ج،۱۹/ص،۵٦/مکتبہ دارالاشاعت کراچی)

ترجمہ: حدیث کے صحیح اورضعیف ہونے کا مدار فقط سند ہی نہیں ہے (بلکہ دیگر قرائن وحالات کوبھی اس میں دخل ہے)توجب یہ کہا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے اس کا مطلب یہ ہوگا ،کہ ہم نے ظاہر اسناد کو دیکھ کر قبول کرلیا ہے،اور یہ معنی نہیں کہ واقع میں یہ حدیث قطعی اور یقینی ہے کیونکہ ثقہ راوی سے بھی بھول چوک ہوسکتی ہے اور جب کہا جائے کہ فلاں حدیث ضعیف ہےتو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی سند شرائط کے موافق صحیح نہیں ، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ واقع میں یہ حدیث غلط ہے کیونکہ جھوٹے کا بھی سچ بول دینا اور غلطی کرنے والا کبھی درستگی پر آجانا ممکن ہے اسی طرح ابوالحسن بن الحصار اپنی کتاب تقریب المدارک علی مؤطاء امام مالک اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ اورعلامہ ظفر احمد عثمانی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں، ابوالحسن حضار کی بات نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

دوسری جگہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ ضعیف حدیث کے

قبول کرنے کے بارے میں رقم طراز ہیں

وَقَدْيُحْكَمُ لِلْحدِيْثِ بِالصِّحْةِ إِذَا تَلَقاَّهُ النّاسُ بِالْقَبُوْلِ إِذالَمْ يَكُنْ إِسْنَادُصَحِيْحٍ ،قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرّ فِيْ الْإِسْتَذكَارِ لَمَّا حَكٰى عَنِ التِّرْمِذِىْ أَنَّ الْبُخَارِىَّ صَحَّحَ حَدِيْثَ الْبَحْرِ وَهُوَالطُّهُورُ مَاءُهٗ وَاَهْلُ الْحَدِيثِ لاَ يُصَحِّحُوْنَ مِثْلَ اِسْنادِهٖ،لٰكِنَّ الْحَدِيْثَ عِنْدِىْ صَحِيْحٌ لِأنَّ الْعُلَمَاءَ تَلَقُّوْهُ بِالْقَبُوْلِ وَالْقَبُوْلُ يَكُوْنُ تَارَةً بِالْقَبُوْلِ وَتَارَةً بِالْعَمَلِ عَلَيْهِ.(تدریب الراوی:ص،۴۹/اعلاء السنن:ص،۶۱)

ترجمہ:تلقی اور بالقبول کی وجہ سے حدیث کی صحت کاحکم کیا جاتا ہے (اور تلقی بالقبول کا معنی ہے کہ علماء عام طور پر حدیث کوقبول کرلیں) چنانچہ حافظ ابن عبدالبر ترمذی کا یہ قول کہ بخاری نے حدیث ”البحر ھو الطھور ماء ہ“ کوصحیح کہا ہے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ گومحدثین ایسی سند کوصحیح نہیں کہتے (جیسی اس حدیث کی ہے) مگر میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ علماء نے اس کو ہاتھوں ہاتھ قبول کے ساتھ لیا ہے علماء کا کسی حدیث کوقبول کرنا کبھی قول سے ہوتا ہے اور کبھی عمل سے۔

- حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا مدار فقط سند ہی نہیں ہے (بلکہ دیگر قرائن وحالات کوبھی اس میں دخل ہے) توجب یہ کہا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے

اس کا مطلب یہ ہوگا، کہ ہم نے ظاہر اسناد کو دیکھ کر قبول کرلیا ہے، اور یہ معنی نہیں کہ واقع میں یہ حدیث قطعی اور یقینی ہے کیونکہ ثقہ راوی سے بھی بھول چوک ہوسکتی ہے اور جب کہا جائے کہ فلاں حدیث ضعیف ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی سند شرائط کے موافق صحیح نہیں، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ واقعتاً یہ حدیث کیونکہ جھوٹے کا بھی سچ بول دینا اور غلطی کرنے والے کا درستگی پر آجانا ممکن ہے۔

اسی طرح ابوالحسن بن الحصار اپنی کتاب تقریب المدارک علی مؤطاء امام مالک اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ اور علامہ ظفر احمد عثانی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں، ابوالحسن حضار کی بات نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

- **قَالَ اَبُوالْحَسَنِ ابنُ الْحَصَّارُ فِیْ تَقْرِیْبِ الْمَدَارِکِ عَلٰی مُوَطَّاء مَالِکِ قَدْ یَعْلَمُ الْفَقِیْهَةَ صِحَّةَ الْحَدِیْثِ إِ ذَالَمْ یَکُنْ فِیْ سَنَدِهٖ کَذَّابٌ بِمُوَافَقَةِ آیَةٍ مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ أَوْ بَعْضِ أُصُوْلِ الشَّرِیْعَةِ فَیَحْمِلُهٗ ذٰلِکَ عَلٰی قُبُوْلِهٖ وَالْعَمَلِ بِهٖ.** (تدریب الراوی: ص، ۴۹/اعلاء السنن: ج، ۱۹/ص، ۵۷/۵۸/اوجز المسالک: ج، ۱/ص، ۲۴۶)

- ابوالحسن بن حضار مالکی اپنی کتاب ''تقریب المدارک'' میں فرماتے ہیں کہ فقیہ کو بعض دفعہ حدیث کا صحیح ہونا قرآن کی کسی آیت کے موافق ہونے یا بعض اصول شرع کے مطابق ہونے سے بھی معلوم ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہوجاتا ہے۔ (بشرطیکہ حدیث کی سند میں

کوئی کذاب (وضاع) نہ ہو کیونکہ اس صورت میں اس کو حدیث کہنا صحیح نہیں ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطیؒ آگے فرماتے ہیں **اَلْحَدِیْثُ الْمَرْفُوْعُ الضَّعِیْفُ اِذَاتَاَیَّدَبِاَقْوَالِ الصَّحَابَةِ اَوْ قَوْلِ اَکْثَرِ الْعُلَمَاءِ فَھُوَ مَقْبُوْلٌ مُحْتَجٌّ بِهٖ کَالْمُرْسَلِ عِنْدَ مَنْ لَّا یَحْتَجُّ بِهٖ اِذَاتَاَیَّدَ بِشَیْئٍ مِنْ ذَالِکَ کَانَ حُجَّةً اِتِّفَاقًا.** (تدریب الراوی: ص، ۴۹)

- حدیث مرفوع ضعیف کی تائید اگر صحابہ کے اقوال یا اکثر علماء کے اقوال سے ہو رہی ہو تو وہ حدیث مقبول ہوگی اور اس سے استدلال صحیح ہوگا، جیسے مرسل بعض کے نزدیک حجت نہیں ہے، مگر وہ جب اقوال صحابہ یا اکثر علماء کے اقوال سے مؤید ہو تو اتفاقا استدلال صحیح ہے۔
- واضح رہے کہ ضعیف حدیث کو قبول کرنے کے لئے چند شرطیں ہیں (۱) وہ حدیث شرعی ضعیف نہ ہو (راوی کذابین میں سے نہ ہو) (۲) عام ضابطہ شریعت کے ماتحت ہو اگر اس میں ایسے عمل کی فضیلت ہو جو عمل شریعت کے کسی اصل کے ماتحت نہیں تو اس کا اعتبار نہیں ہے (۳) ضعیف حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس حدیث کے ہونے کا عقیدہ نہ ہو تا کہ احتیاط رہے کہ حضور ﷺ کی طرف کوئی غلط بات منسوب نہ ہو۔

نوٹ: دیگر علماء یہ شرط بھی ذکر فرماتے ہیں کہ ضعیف روایت کے مقابل کوئی صحیح

حدیث موجود نہ ہو۔(تحفة المنعم : ج، ۱/ص، ۱۶۱/مکتبه اویس کراچی)

موضوع کی تعریف: موضوع وہ حدیث ہے جس کے راوی پر حدیث نبوی میں عمداً جھوٹ بولنے کا طعن ثابت ہوجائے تو اس شخص کی تمام مرویات ناقابل اعتبار ہوجاتی ہیں خواہ وہ توبہ کیوں نہ کرے ایسے راوی کو" وضاع" (حدیث گھڑنے والا) اور روایت کو موضوع (گھڑی ہوئی بات) اور اس عمل کو وضع کہتے ہیں جس روایت میں طعن بکذب الراوی موجود ہو اس خبر کو مختلق بھی کہتے ہیں۔(اعلاء السنن : ج،۱۹/ص،۴۲/عمدة النظر : ص،۱۲۱/شرح القاری: ص،۴۳۵)

نوٹ : کرامیہ نے ترغیب اور ترہیب کے بیان میں موضوع کو جائز قرار دیا ہے برخلاف جمہور محدثین کے۔(تدریب الراوی: ص،۲۴۷)

متروک کی تعریف: متروک وہ حدیث ہے جس کے راوی پر کذب کی تہمت ہو یا وہ روایت قواعد شرعیہ کے خلاف ہو۔(اعلاء السنن : ج،۱۹ ص،۴۳)(تحفة الدر: ص،۲۲/عمدة النظر: ص،۱۲۲)

شاذ کی تعریف: وہ حدیث جس کا راوی خود ثقہ ہو؛ لیکن اوثق کے خلاف بیان کرتا ہو، متروک کے مقابل محفوظ ہے۔(اعلاء السنن : ج،۱۹/ص، ۴۲/تحفة الدر: ص،۲۵/مقدمه شیخ عبدالحق،وعمدة النظر وغیره)

منکر کی تعریف: وہ حدیث کہ ضعیف راوی ثقہ کی مخالفت کرتا ہو، اس

کے مقابل معروف ہے۔(اعلاء السنن : ج، ۱۹ /ص، ۴۲)

شاذ کا حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ خبر شاذ مردود ہے مقبول نہیں ہے (عمدۃ النظر: ص، ۲۲۱)

خبر محفوظ کی تعریف : خبر محفوظ وہ خبر ہے کہ ثقہ راوی اپنے سے اوثق راوی کی مخالفت کرے، مثلاً راوی اوثق ضبط میں زیادہ ہو یا اس کی روایت کے طرق کثیر ہوں یا کوئی وجہ ترجیح ہو تو اس اوثق کی روایت کو محفوظ کہیں گے۔(اعلاء السنن : ح، ۱۹ /ص، ۴۲/تحفۃ الدر :ص، ۲۵/مقدمہ شیخ عبدالحق ؛ص، ۱۰)

شاذ اور منکر میں فرق: شاذ اور منکر میں فرق یہ ہے کہ خبر شاذ کا راوی ثقہ ہوتا ہے جبکہ خبر منکر کا راوی ضعیف ہوتا ہے (عمدۃ النظر)

خبر معروف کی تعریف : اگر ضعیف راوی ثقہ راوی کی مخالفت کرے تو ثقہ روایت راجح ہوگی اور اس روایت کو خبر معروف کہیں گے۔

(اعلاء السنن : ح، ۱۹ /ص، ۴۲/عمدۃ النظر و تحفۃ الدر وغیرہ)

خبر معروف و منکر کی مثال: حبیب ابن حبیب عن ابی اسحاق عن الغرا ابن حریس عن ابن عباس عن النبی ﷺ مَنْ اَقَامَ الصَّلَاۃَ وَ اٰتَا الزَّکوٰۃَ وَحَجَّ الْبَیْتِ وَصَامَ رَمَضَانَ وَقَرَیٰ أَلضَّیْفِ دَخَلَ الْجَنَّۃُ.(عمدۃ النظر : ۱۸۰)

- ☐ اس روایت کو امام ابو اسحاق کے شاگردوں میں سے صرف حبیب بن

حبیب نے مرفوعاروایت کیاہے، اس کے علاوہ بقیہ شاگردوں نے اس کو موقوفاروایت کیاہے۔(عمدة النظر: ۱۰۸)

خبر معلل کی تعریف: خبر معلل وہ ایسی علت خفی ہے جسکی وجہ سے حدیث صحیح نہیں قرار دی جائے گی، یہ ماہر اصول کو اس کے طرق جمع کرنے سے معلوم ہوتاہے، ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ (اعلاء السنن: ج،۱۹/ص ۴۳/ تدریب الراوی: ص،۲۱۶، تحفتہ الدر: ص،۱۳/ عمدتہ النظر: ص،۱۶۰/مقدمہ اوجزالمسالک،جلد،۱/ص،۲۲۲/مکتبہ دار القلم دمشق)

خبر معلل کی مثال: اس کی مثال ثقہ رواۃ کی یہ روایت ہے: **یعلی ابن عن سفیان الثوری عن عمرو بن دینار عن عمر رضی اللّٰہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَلْبَیِّعَانِ بِا الْخِیَارِمَا لَمْ یَتفرّقَا.**

(بخاری: ج،اول ،ص،۲۳۸/صحیح مسلم: کتاب البیوع، تدریب الراوی: ۲۱۷/ عمدتہ النظر: ص،۱۶۰)

- اس روایت کی سند میں تمام رواۃ ثقہ ہیں اور اس کا متن باالاتفاق صحیح ہے؛ مگر اس کی سند میں وہم ہوگیا ہے جس کی وجہ سے یہ روایت خبر معلل بن گئی ہے، چنانچہ اس روایت کی سند میں ایک راوی عمرو بن دینار مذکور ہیں، اس راوی کے نام میں یعلی ابن عبید کو وہم ہوا ہے، یہ دراصل عبداللہ بن دینار ہیں، کیونکہ سفیان ثوری کے تمام شاگردوں نے عبداللہ بن دینار کے ساتھ روایت کی ہے، البتہ یہ دونوں ثقہ ہیں لہٰذا روایت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ (شرح القاری: ص۴۵۵/ تدریب الراوی: ص،۲۸۸/ مکتبہ القاھرہ)

□ وہم پر دلالت کرنے والے قرائن: راوی کے وہم پر دلالت کرنے والے چند قرائن مندرجۂ ذیل ہیں (۱) خبر مرسل کا خبر متصل کے طور پر مذکور ہونا (۲) خبر منقطع کا خبر متصل کے طور پر مذکور ہونا (۳) خبر متصل کا خبر مرسل کے طور پر مذکور ہونا (۴) خبر مرفوع کا خبر موقوف کے طور پر مذکور ہونا (۵) ضعیف راوی کی جگہ ثقہ راوی کا مذکور ہونا (٦) والد کے نام میں موافقت کی وجہ سے اصل راوی کا نام تبدیل ہو جانا۔(عمدة النظر :ص،۲٦۰)

□ وہم راوی کو معلوم کرنے والے محدثین: راوی کے وہم کو معلوم کرنا بہت ہی مشکل کام ہے، اسکو معلوم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی اسناد حدیث کے رجال اور اختلاف متون پر مکمل نظر رکھے اور تمام اسناد اسکے پاس ہوں اور ہر حدیث کے راوی سے متعلق اختلاف پر اس کی نظر ہو، روایت کو دیکھتے ہی اسے معلوم ہو جائے کہ فلاں سند صحیح ہے فلاں سند صحیح نہیں ہے یا اس میں تبدیلی ہوئی ہے۔ مذکورہ مشکل کام وہی عالم اور محدث انجام دے سکتا ہے جو ایسے صفات کا حامل ہو (۱) فہم ثاقب یعنی سمجھ میں تیزی ہو (۲) حافظہ وسیع ہو (۳) رواۃ کے مراتب ضبط وعدالت سے متعلق مہارت تامہ رکھتا ہو۔ (۴) اسناد حدیث پر خاص نظر ہو۔
(۵) اختلاف متون سے متعلق مکمل واقفیت رکھتا ہو۔

□ راوی کے وہم کو معلوم کرنا اور کسی خبر کو معلل قرار دینا بہت دقیق اور مشکل کام ہے، جو محدثین مذکورہ بالا صفات کے حامل تھے ان میں سے بھی بعض حضرات

نے اس قسم (وہم) میں گفتگو اور بحث ومباحثہ کیا ہے۔

□ ان حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں علی بن مدینی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، یعقوب بن شیبہ، ابوحاتم رازی، ابوزرعہ، امام دارقطنی ۔(تدریب الراوی: ص، ۲۲۲، عمدته النظر: ص، ۲۶۰)

خبر مضطرب کی تعریف: خبر مضطرب اس روایت کو کہتے ہیں جس کی سند یا متن میں تغیر وتبدل کی وجہ سے ثقہ راوی سے اختلاف ہوگیا ہو اور دونوں روایتوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا ممکن نہ ہو۔

(اعلاء السنن : ج،۱۹ /ص،۴۴/تدریب الراوی: ص،۲۲۷/مقدمہ اوجز المسالک،جلد، ۱/ص،۲۲۷/مکتبہ دار القلم دمشق)

نوٹ: بسااوقات متن میں اضطراب ہوتا ہے اور کبھی سند میں بھی اضطراب ہوتا ہے۔

اضطراب کی قسمیں ملاحظہ ہوں!

اضطراب کی دو قسمیں ہیں: اضطراب فی المتن اور اضطراب فی السند، اضطراب فی المتن کی مثال فاطمہ بنت قیس کی یہ روایت ہے: ''قَالَتْ سَألْتُ اَوْ سُئِلَ النَّبِيُّ صلی اللّٰہ علیه وسلم عَنِ الزَّكَاة

قَالَ اِنَّ الْمَالِ لَحَقًّا سِوَی الزَّکَاۃِ (ترمذی: ج۱، ص۱۴۳) اس حدیث کے متن میں اختلاف ہے؛ چنانچہ ابن ماجہ میں یہ روایت اس طرح ہے "لَیْسَ فِیْ الْمَالِ حَقّ سِوَی الزَّکَاۃِ" (ابن ماجہ: ۱۲۸/عمدۃ النظر: ۲۷۸/ تدریب الراوی: ص، ۲۳۰/ مکتبہ القاھرہ)

اضطراب فی السند کی مثال: اضطراب فی الاسناد کی مثال اسماعیل بن امیہ کی روایت ہے اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْھِہٖ فَاِذَالَمْ یَجِدْ عَصًا یَنْصُبُھَا بَیْنَ یَدَیْہِ فَلْیَخُطَّ خطاً.

(ابن ماجہ: ص،۶۸ ابوداؤد: ص، ۵۰/ تدریب الراوی: ص، ۲۲۷)

اس روایت کی مندرجۂ ذیل اسناد ہیں

(۱) اسماعیل بن امیه عن ابی عمرا بن محمد عن عمرو بن حریث عن جده حریث عن ابی هریرة. (ابن ما جه)

(۲) اسماعیل بن امیه حدثنی ابوعمرو بن حریث انه سمع جده حریثا عن ابی هریرة .(ابو داؤد)

(۳) اسماعیل ابن علیة عن ابی محمد بن عمرا بن حریث عن جده حریث عن رجل من بنی عذرة عن ابی هریرة. (ابی داؤد)

(تدریب الراوی: ص،۲۲۸/ عمدة النظر: ۲۷۶)

☐ مذکورہ بالا روایت کی کل چھ اسناد ہیں آپ غور فرمائیں کہ اسماعیل کے شیخ

اور مروی عنہ میں کس قدر اضطراب ہے۔

امتحان کے طور پر تغیر کا حکم: بعض دفعہ کسی محدث کے حافظے کا امتحان لینا مقصود ہوتا ہے کہ آیا اس کے پاس سند متن صحیح طریقہ سے محفوظ ہے یا نہیں، اس امتحان کی غرض سے روایت میں تغیر وتبدل کرنا ایک شرط کے ساتھ جائز ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ جب ضرورت اور حاجت پوری ہو جائے تو اس کے بعد اس سند یا متن کے تغیر اور تبدیلی کو درست کر دیا جائے۔

حضرت امام بخاریؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ جب وہ بغداد تشریف لے گئے تو وہاں کے محدثین نے ۱۰۰ روایات کی اسانید اور متون میں تغیر وتبدل کر دیا اور دس افراد کو منتخب کر کے انہیں دس دس روایتیں دے دیں اور انہیں امام بخاری کی مجلس میں سنانے کو کہا تو امام بخاری نے سب کی غلطیاں پکڑ لی تھیں اور ہر ایک کی صحیح سند بھی بیان فرمائی۔ اسی طرح امام عقیلی کا بھی قصہ ہے۔ (تدریب الراوی: ص، ۲۵۴/ عمدۃ النظر: ص، ۲۶۷)

خبر مصحف اور محرف کی تعریف: خبر مصحف اس روایت کو کہتے ہیں جس کی سند اور متن کی صورت تو برقرار ہو، مگر ایک حرف یا کئی حروف کے تغیر اور تبدیلی کی وجہ سے ثقہ راوی سے مخالفت ہوگئی ہو۔ اس صورت میں اگر حرف یا حروف کا تغیر وتبدل صرف نقطوں کے ذریعہ ہو تو یہ مصحف ہے اور اگر

ایک حرف کی شکل دوسرے حرف کی شکل سے بدل گئی تو یہ محرف ہے۔(اعلاء السنن :ج۱۹/ص،۴۰/تدریب الراوی:ص،۴۰۰/عمدۃ النظر:۲۷۸)

نوٹ: چنانچہ اس قسم میں مہارت رکھنے والے چند حضرات نے کتابیں بھی لکھی ہیں مثلاً امام عسکری، امام دارقطنی، علامہ خطابی اورابن جوزی وغیرہ

(تدریب الراوی: ص،۴۶۴/عمدۃ النظر :ص۲۷۸)

خبر مصحف کی مثال: یہ مشہور روایت ہے مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصَائِمِ الدَّهْرُ اس روایت میں سِتًّا (چھ) مروی مگر ایک راوی ابوبکر الصولی نے اسے تصحیف کر کے سبت کے بجائے شیأً ذکر کیا ہے۔(حوالہ بالا)

خبر محرف کی مثال: حضرت جابر کی یہ روایت ہے رَمَىٰ اَبِي يَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلٰى اُكْحَلَةٍ فَكَوَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اس روایت میں اَبِي (ہمزہ کے فتح کے ساتھ) سے اُبَي (ہمزہ کے ضمہ ساتھ) بن کعب مراد ہیں؛ مگر راوی غندر نے روایت میں تحریف کر کے اسے اضافت کے ساتھ ابی (ہمزہ کے فتح کے ساتھ ذکر کیا ہے۔(عمدۃ النظر:۲۱۷)

خبر مقلوب کی تعریف: خبر مقلوب اس خبر کو کہتے ہیں جس کے رواۃ کے ناموں میں یا متن حدیث میں الٹ پلٹ اور تقدیم وتاخیر ہوگئی ہو۔

(اعلاء السنن :ج۱۹/ص،۴۴)

□ رواۃ کے ناموں میں تقدیم وتاخیر کے متعلق علامہ خطیب بغدادی نے ایک کتاب لکھی ہے اس کا مکمل نام یہ ہے"رافع الارتیب فی المقلوب من الاسماء و الانساب" متن حدیث میں تقدیم وتاخیر کی مثال یہ ہے کہ جیسا کہ صحیح مسلم کے بعض طرق میں حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت ہے جس میں سات افراد ہیں جس میں ان سات افراد کا ذکر ہے جن کو اللہ تعالیٰ عرش کے سایہ میں جگہ عنایت کریں گے ان سات میں سے ایک شخص کے بارے میں اس روایت میں یوں مروی ہے. ورجل تصدق بصدقةباخفاها حتى لاتعلم يمينه ماانفق شماله. (صحیح مسلم ،کتاب الزکاۃ ،مشکوٰۃ ،کتاب الرقائم،مشکوٰۃ الاثار ،باب البر،عمدۃ النظر : ۷۱)

□ اس روایت میں لفظ یمینہ مقدم ہے اور لفظ شمالہ مؤخر ہے جب کہ صحیح اور درست متن میں شمالہ پہلے ہے اور یمینہ بعد میں ہے جیسا کہ بخاری ومسلم کے بعض طرق میں اسی طرح مروی ہے اور یہ عقل کے بھی عین مطابق ہے کیونکہ ہمیشہ عطا اور بخشش کو دائیں ہاتھ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔(تدریب الراوی: ۲۵۴/عمدۃ النظر: ۷۱)

مدرج کی دو قسمیں ہیں

(۱) مدرج الاسناد (۲) مدرج المتن

مدرج السند کی تعریف: مدرج السند اس روایت کو کہتے ہیں جس کی سند میں سیاق وسباق تبدیل ہوجانے کی وجہ سے ثقہ رواۃ کی مخالفت ہوجائے

(اعلاء السنن : ج، ۱۹/ص، ۴۴/مقدمہ اوجز المسالک،جلد، ۱/ص، ۱۲۲/ مکتبہ دارالقلم دمشق)

خبر مدرج الاسناد کی مثال: عَنْ بُنْدَارِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ مَهْدِيِّ عَنْ سُفْيَانِ الثَّوْرِيِّ عَنْ وَاصِلٍ وَّمَنْصُوْرٍ وَّالْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو ابنِ شَرَحْبِيْلِ عَنْ عَبْدِاللّٰه قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰه أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ. (سنن ترمذی،ص ۱۹۳/کتاب تفسیرالقرآن)

☐ اس روایت کو محمد بن کثیر العبدی نے بھی سفیان سے روایت کیا ہے تو واصل کی مذکورہ روایت منصور اور اعمش کی روایت کے ساتھ مدرج ہے کیونکہ واصل نے اپنی روایت کی سند میں عمرو کو ذکر نہیں کیا بلکہ اس نے " عن ابی وائل عن عبداللّٰہ کے طریق سے روایت کیا ہے یہ عمرو تو منصور اور اعمش کی سند میں ہے یہ مدرج الاسناد کی مثال ہے۔(شرح القاری :ص،۴۶۳/عمدۃ النظر ۲۶۳)

مدرج المتن کی تعریف: مدرج المتن اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے متن میں کچھ کلام کا اس طرح اضافہ کردیا گیا ہو کہ اصل سند متن اور اضافہ شدہ کلام میں کوئی امتیاز اور فرق باقی نہ رہے۔(مقدمہ شیخ عبدالحق،عمدۃ النظر: ۲۶۸)

مدرج المتن کی مثال: مدرجہ المتن کی مثال میں خطیب بغدادی نے یہ روایت پیش کی ہے: ''عَنْ اَبِیْ قُطْنٍ وَشَبَابَةَ فَرَوَیَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِابْنِ زِیَادٍعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةؓ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ اَسْبِغُوْاالْوُضُوْءَ وَیْلُ الِلْعِقَابِ مِنَ النَّارِ. (ترمذی: ج، ۱/ص، ۱۶/صحیح بخاری : کتاب الوضوء، عمدۃ النظر: ص، ۲۶۹)

☐ اس روایت کے شروع میں الفاظ اسبغو الوضوء: یہ حضرت ابو ہریرہؓ کا کلام ہے جس کو متن حدیث کے شروع میں ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس روایت کو امام بخاریؒ نے صراحت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے''عن آدم ابن ایاسن عن شعبه عند محمدابن زیاد عند ابی هریرةؓ قال اسبغو الوضوء، فان اباالقاسم ﷺ قال:ویل اللعقاب من النار. (صحیح بخاری : ج، ۱/ص، ۲۸/کتاب الوضوء، عمدۃ النظر: ص، ۲۶۹)

خبر واحد کی چوتھی تقسیم

خبر واحد سقوط اور عدم سقوط راوی کے اعتبار سے سات قسموں پر ہے

(۱) متصل (۲) مسند (۳) منقطع (۴) معلق (۵) معضل (۶) مرسل (۷) مدلس

(۱) متصل: حدیث ہے کہ اس کی سند میں مکمل راوی مذکور ہوں۔

(اعلاء السنن : ج، ۱۹/ص، ۳۸)

(۲) **مسند:** وہ حدیث ہے جس کی سند رسول اللہ ﷺ تک متصل ہو (پہنچتی ہو) (اعلاء السنن : ج،۱۹/ص،۳۸)

(۳) **منقطع :** وہ حدیث ہے جس کی سند متصل نہ ہو؛ بلکہ کہیں کہیں راوی گرا ہوا ہو۔ (اعلاء السنن : ج،۱۹/ص،۳۹/مقدمہ شیخ عبدالحق وتدریب الراوی:ص،۵۵۸/عمدۃ النظر :ص،۲۴۲)

(٤) **معلق :** وہ حدیث ہے جس کے شروع سے راوی گرا ہوا ہو ۔(اعلاء السنن :ج،۱۹/ص،۳۹)

(۵) **معضل :** وہ روایت ہے جس میں درمیان سند سے مسلسل دو یا زیادہ راوی گرے ہوئے ہوں (خواہ مصنف کے تصرف سے ہو یا نہ ہو)۔(اعلاء السنن :ج،۱۹/ص،۴۴/شیخ مقدمہ عبدالحق :عمدۃ النظر :۲۰۷)

(٦) **خبر مرسل :** اس روایت کو کہتے ہیں جس کی سند کے آخر سے تابعین سے پہلے والے طبقہ کے راوی (صحابی) کو حذف کر دیا گیا ہو خواہ حذف کرنے والا تابعی بڑے درجہ کا تابعی ہو یا چھوٹے درجہ کا تابعی ہو۔ اسکی مثال یوں سمجھئے کہ کوئی تابعی آپ ﷺ کے کسی قول اور فعل یا تقریر یا کوئی حکم یا کوئی جواب یا حلیہ مبارک کو بیان کریں اور صحابی کا ذکر نہ کریں؛ بلکہ براہ راست آپ ﷺ

روایت کرتے ہوئے یوں کہے قال رسول اللّٰہ ﷺ کذا،فعل رسول اللّٰہ ﷺ کذا،فعل بحضرتہ رسول اللّٰہ ﷺ کذا،کان وجھہ رسول اللّٰہ ﷺ کذا(اعلاء السنن: ج،۱۹/ص،۳۹)

خبر مرسل کاحکم: احناف کے نزدیک اس تابعی کی مرسل روایات مقبول ہے جو تابعی ہمیشہ ثقہ روایوں کے نام حذف کرتا ہو؛ جیسے حضرت سعید ابن مسیّب(عمدۃ النظر: ص،۲۱۷)

- یعنی وہ تابعی جو ثقہ اور غیر ثقہ ہر قسم کے رایوں کے نام حذف کرتے ہوں ان کی مراسیل مقبول نہیں ہے، الا یہ کہ تحقیق سے محذوف کے ثقہ ہونے کا علم ہوجائے البتہ جس تابعی کی عادت معروف ہو کہ وہ ثقہ ہی سے ارسال کرتا ہو تو وہ مقبول ہوگی(عمدۃ النظر: ص،۲۱۷)

خبر مدلس: خبر مدلس اس حدیث کو کہتے ہیں جس کا راوی اپنے شیخ کو حذف کر کے شیخ الشیخ سے روایت کرتا ہو۔(/اعلاء السنن: ج،۱۹/ص،۴۴)

تدلیس کی تین قسمیں

(۱) تدلیس الاسناد (۲) تدلیس الشیوخ (۳) تدلیس التسویہ

(۱) تدلیس الاسناد: تدلیس الاسناد یہ ہے کہ راوی اپنے شیخ

اورمروی عنہ کو یا شیخ الشیخ کو حذف کر کے اوپر والے شیخ سے روایت کرے یا یہ کہ راوی اپنے ہم عصر سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات نہ ہوئی ہو یا ملاقات ہوئی ہو مگر اس سے اس کا عدم سماع ثابت ہو یا سماع ثابت ہو؛ مگر وہ خاص روایت اس شیخ سے نہ لی گئی ہو، بلکہ اس کے کسی ضعیف شاگر سے سنی گئی ہو، مگر اس کا واسطہ ساقط کر کے شیخ سے اس طرح روایت کرے جس سے سماع کا وہم ہوتا ہے مثلاً عن سے یا قال کہہ کر روایت کرے۔

مندرجہ ذیل حضرات کی تدلیس اسی قبیل کی ہے

(۱) اعمش (۲) ثوری (۳) ابن اسحاق (۴) بقیہ ابن الولید (۵) ولید بن مسلم

تدلیس الاسناد کاحکم : تدلیس کی یہ قسم ناجائز ہے اور بہت زیادہ مذموم ہے اور حضرت شعبہ اس کی بہت زیادہ مذمت بیان کرتے تھے۔ (تحفۃ الدر: ص، ۳۰/عمدۃ النظر: ۲۰۸)

(۲) تدلیس الشیوخ : تدلیس الشیوخ وہ ہے کہ راوی اپنے مروی عنہ شیخ کا غیر معروف نام یا غیر معروف نسبت یا غیر معروف صفت ذکر کرے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ لوگ اسے پہچان نہ سکیں؛ کیونکہ وہ ضعیف یا ادنیٰ درجہ کا راوی ہے۔

تدلیس الشیوخ کاحکم : تدلیس کی یہ قسم ناجائز تو نہیں ہے؛ مگر نامناسب

اور مذموم ہے اور یہ پہلی قسم کے مقابلہ میں اخف ہے۔(تحفة الدر: ص، ۳۰/عمدة النظر: ۲۰۸)

(۳)تدلیس التسویه : یہ ہے کہ راوی اپنے مروی عنہ شیخ کو حذف نہ کرے بلکہ شیخ سے اوپر سند کے اندر موجود کسی ضعیف یا معمولی راوی کو تحسین سند کی غرض سے حذف کردے اور اس مقام پر ایسا لفظ ذکر کرے جس میں سماع کا احتمال ہو۔

تدلیس التسویه کاحکم: تدلیس کی یہ قسم حرام ہے، یہ سراسر دھوکا اور فریب ہے اس لئے سند میں غور کرنے والا اس سند کو ثقات عن ثقات کے درجہ کی سند سمجھ کر اس پر صحت کا حکم لگادے گا حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

(مقدمہ شیخ عبدالحق: عمدة النظر: ص، ۲۲۹)

خبر واحد کی پانچویں قسم

صیغہ ادا کے اعتبار سے خبر واحد دو قسموں پر ہے

(۱) معنعن (۲) مسلسل

(۱) **معنعن:** وہ حدیث ہے جس میں راوی عن فلان عن فلان کا لفظ استعمال کرتا ہے۔(اعلاء السنن : ج۱۹؍ ص۴۰؍عمدۃ النظر: ص۳۹۰)

معنعن کا حکم: معنعن دو شرطوں کے ساتھ سماع پر محمول کیا جاتا ہے۔

(۱) راوی اور مروی عنہ کا زمانہ ایک ہو یعنی معاصرت ثابت ہو۔

(۲) راوی مدلس نہ ہو البتہ امام بخاری نے اس میں تیسری شرط کا بھی اضافہ کیا ہے کہ راوی اور مروی عنہ کی ملاقات بھی ضروری طور پر ثابت ہو؛ چاہے ایک ہی مرتبہ ملاقات ہوئی ہو، امام بخاری نے معنعنہ میں شرط ملاقات اس لئے لگائی تاکہ عنعنہ مرسلِ خفی ہونے سے محفوظ رہے۔ حافظ ابن حجر نے علی ابن مدینی اور امام بخاری کی اتباع کرتے ہوئے اس مسلک کو مختار اور پسندیدہ قرار دیا ہے۔ (عمدۃ النظر: ص۳۹۰)

☐ مگر امام مسلمؒ نے اس کو بالکل تسلیم نہیں کیا ہے اور اپنی کتاب صحیح مسلم کے مقدمہ میں اس شرط پر بہت سختی سے رد کیا ہے، علماء نے ان کے درمیان تطبیق کی یہ صورت ذکر فرمائی ہے کہ عنعنہ کے لئے دو ہی شرط ہیں جو اوپر مذکور ہوئی ہیں، البتہ امام بخاری کی مذکورہ تیسری شرط ''ملاقات'' صرف اپنی کتاب صحیح بخاری میں

حدیث کے انتخاب اور ذکر نے کے بارے میں ہے کہ وہ اس کتاب میں اس راوی کا عنعنہ ذکر تے ہیں جس کی اپنے مروی عنہ سے کم از کم ایک مرتبہ ملاقات ثابت ہو اس کے علاوہ فی نفسہ صحت حدیث کے لئے اتصال سند کے لئے امام بخاری اس شرط کو ضروری نہیں قرار دیتے۔(صحیح مسلم مقدمہ: ص، ۳۰/عمدۃ النظر: ۳۹۰)

(۲) حدیث مسلسل کی تعریف: حدیث مسلسل وہ ہے جس کو تمام رواۃ ایک ہی صیغہ اور ایک ہی لفظ کے ساتھ روایت کریں، یا حدیث بیان کرتے وقت سب کی حالت قولیہ ایک ہی ہو یا حالت رفعیہ ایک ہو یا حالت قولیہ اور فعلیہ دونوں ایک ہو۔(اعلاء السنن: ج، ۱۹/ص، ۴۰)

حدیث مسلسل کی مثال: حدیث مسلسل میں روایت دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہے، شبک بیدیہ ابو القاسم ﷺ وقال خلق اللہ الارض یوم السبت. اس حدیث کو روایت کرتے وقت ہر محدث اپنے شاگرد کے سامنے اپنے ہاتھ سے تشبیک کر کے بیان کرتا ہے۔(عمدۃ النظر)

تمت

نعت پاک

(صلی اللہ علیہ وسلم)

الٰہی میری قسمت میں مدینے کا سفر کردے
متاعِ زندگی میری اگرچہ مختصر کردے
خدا آسان فرمادے مری ہر ایک مشکل کو
گزاروں شام مکے میں، مدینے میں سحر کردے
جہاں پر میرے آقا کے مبارک پاؤں پڑتے تھے
وہاں تک یا خدا میری رسائی اور گزر کردے
مدینے جاکے حالِ دل انہیں اپنا بتاؤں گا
مرے مولیٰ کرم کردے، کرم کی اک نظر کردے
نمازیں مسجدِ نبوی میں پڑھنے کی سعادت ہو
دعا ہے یا خدا میری دعاؤں میں اثر کردے
تصور ایک لمحے میں مدینہ گھوم آتا ہے
مجھے بھی ایک دن یارب اِدھر سے تو اُدھر کردے
پرندے کی طرح اڑ کر ہی روضے تک پہنچ جاؤں
مرے خالق، مرے مالک مجھے با بال و پَر کردے
غلامانِ محمد پر جو ظالم ظلم کرتے ہیں
خدا تو اپنی قدرت سے انہیں زیر و زبر کردے
محمد مصطفیٰ کے در پہ لکھ دے حاضری میری
غلامِ ناتواں اظہرؔ کو شاہا! باظفر کردے

کلام: مولانا آفتاب اظہرؔ صدیقی، کشن گنج (بہار)

ماخذ اور مراجع

مکتبہ	مصنف	کتاب کا نام
مکتبہ زکریا دیوبند	محمد بن اسماعیلؒ	صحیح البخاری مکمل
مکتبہ زکریا دیوبند	مسلم بن حجاج قشیری	صحیح مسلم
مکتبہ زکریا دیوبند	ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی	ترمذی
مکتبہ زکریا دیوبند	سلیمان ابن الاشعث سجستانی	ابوداؤد
مکتبہ دارالحدیث مصر	علامہ جلال الدین السیوطی	قطف الازہار المتناثرہ فی اخبار المتواترہ
مکتبہ بیروت لبنات	ابوعبداللہ محمد بن جعفر الکتانی	نظم المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ
دارالحدیث قاہرہ مصر	حافظ جلال الدین سیوطی	تدریب الراوی
کویت	محمود بن طحان	تیسیر المصطلح الحدیث
دارالاشاعت کراچی	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی،	اعلاء السنن
دارالقلم القاہرہ مصر	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ	اوجز المسالک
مکتبہ دارالعلم دیوبند	مولانا مفتی طفیل	عمدۃ النظر
مکتبہ حجاز دیوبند	حضرت مولانا مفتی سعید صاحب پالن پوری	تحفۃ الدرر
مکتبہ زکریا دیوبند	حافظ ابن حجر عسقلانیؒ	نزہۃ النظر
مکتبہ نعیمیہ دیوبند	حضرت مولانا یوسف زئی کراچی	تحفۃ المنعم شرح مسلم